نظامِ جمہوریت
اور
پاکستان کا حکومتی ڈھانچہ

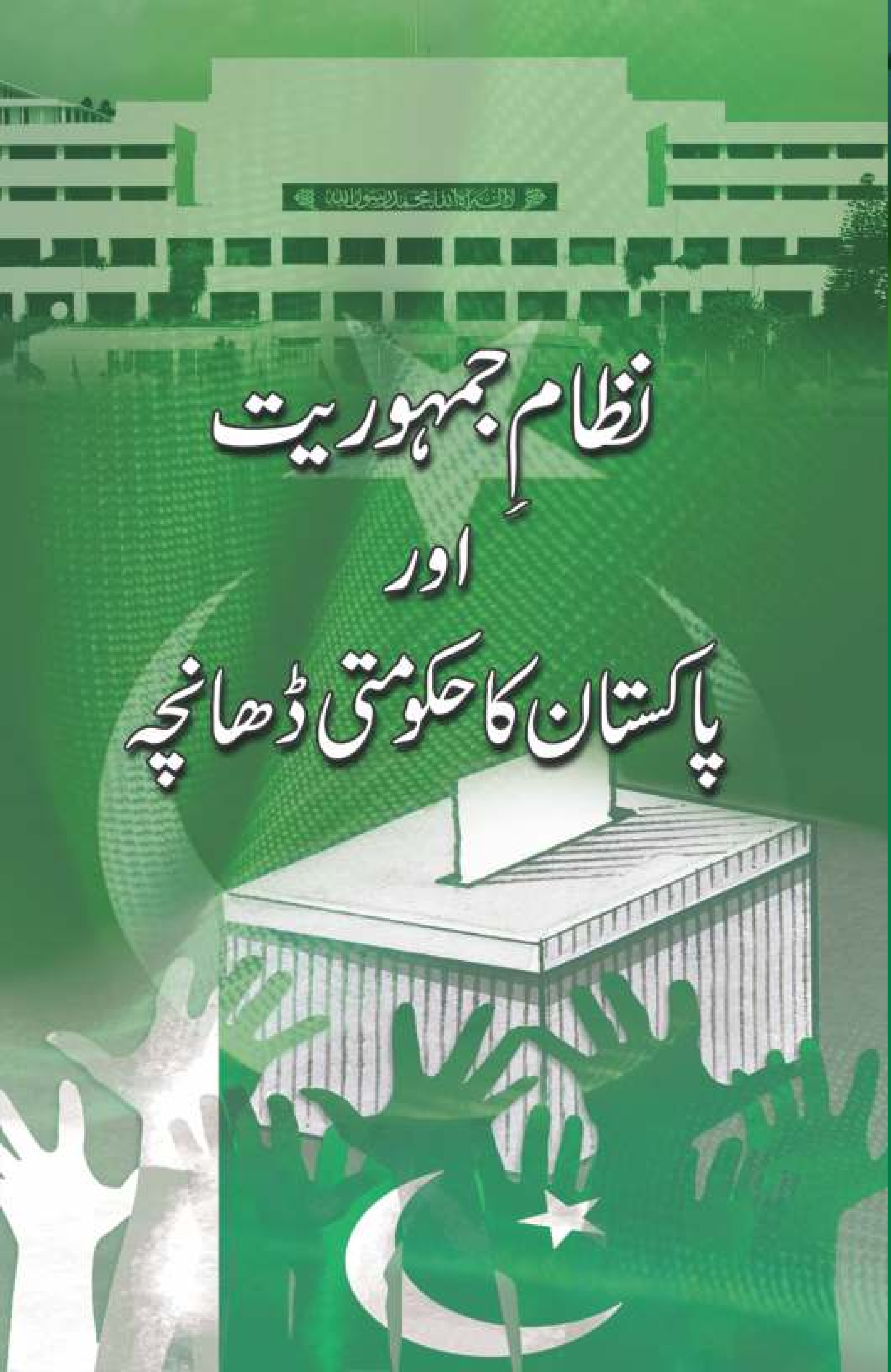

WISE Women in Struggle for Empowerment

Basement, Sufi Mansion, 7-Egerton Road,
Lahore-Pakistan. +92 42 36305645
www.wise.pk info@wise.pk
wise.npo wisenpo wise.npo wise_pakistan

نظامِ جمہوریت
اور
پاکستان کا حکومتی ڈھانچہ

Disclaimer

یہ رپورٹ نیشنل اینڈومنٹ فار ڈیموکریسی (این ای ڈی) کے مالی تعاون سے ممکن ہوئی ہے۔ اس رپورٹ میں بیان کردہ مواد اور تجزیئے وائز (خواتین کو بااختیار بنانے کی جدوجہد) کی اپنی ذمہ داری ہے اور این ای ڈی کے تجزیئے کا اس سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

WISE
Women in Struggle for Empowerment

NED
NATIONAL ENDOWMENT FOR DEMOCRACY
SUPPORTING FREEDOM AROUND THE WORLD

تعارف

WISE ایک رجسٹرڈ غیر سرکاری سماجی تنظیم ہے جو عورتوں کے سیاسی، سماجی، معاشی اور انسانی حقوق کی بیداری کے لیے سرگرم ہے۔ WISE اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ عورتوں کو سماجی، معاشی اور سیاسی طور پر بااختیار کیے بغیر ملکی خوشحالی کا سفر تیز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تنظیم اس عمل کو جاری رکھنے کے لیے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں عورتوں کی مؤثر شمولیت کے لیے کوشاں ہے۔ گذشتہ گیارہ سالوں کے دوران WISE نے عورتوں کے متعلق بنائے گئے قوانین بارے آگاہی کے ساتھ ساتھ ان قوانین کے مؤثر نفاذ کے لیے بھی نمایاں کوششیں کی ہیں۔ اس حوالے سے WISE نے خاتون محتسب پنجاب کے ساتھ مل کر عورتوں کے کام کرنے کی جگہوں پر جنسی ہراسانی کے خلاف صوبائی سطح پر آگاہی مہم چلائی جس کے تحت اب تک پنجاب کے اٹھارہ اضلاع میں یہ مہم کامیابی سے مکمل کی جاچکی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ WISE نے پنجاب کے دو اضلاع لاہور اور ننکانہ صاحب میں 600 سے زائد لیڈی کونسلرز اور عورتوں کی مقامی سطح کی قیادت کی سیاسی آگاہی کے لیے تربیتی پروگرام کامیابی سے مکمل کیے جس کا مقصد مقامی حکومتوں میں ان خواتین کی قائدانہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنا تھا تاکہ وہ پاکستان میں جمہوریت کی مضبوطی میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔ اس وقت WISE جمہوری عمل کی مضبوطی کے حوالے سے پنجاب کی مختلف یونین کونسلز میں کام کر رہی ہے جہاں کمیونٹی کے نمائندوں بالخصوص عورتوں کی جمہوری آگاہی کے لیے تربیتی پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنے منتخب کردہ نمائندوں کی جوابدہی کے ساتھ مقامی ترقی کے عمل کا حصہ بن سکیں۔ اس کے علاوہ

WISE ضلع ننکانہ صاحب میں عورتوں کے قومی شناختی کارڈ کے حصول کے لیے بھی سرگرم ہے جس کے تحت اب تک تقریبا 26،000 سے زائد عورتوں کے لیے قومی شناختی کارڈ کا حصول ممکن بنا کر انہیں آئینی حق دلایا۔

اس کتابچے میں طرز جمہوریت اوراس کی خصوصیات بیان کی گئیں ہیں۔مزید برآں صدراتی اور پارلیمانی حکومت کا ڈھانچہ اورطرز حکومت کو سادہ الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔اُمید ہے کہ وائز کے تربیتی پروگرامز میں شرکت کرنے والے شرکاء اس کتابچے سے مختلف طرح کے نظام حکومت اورطرز حکمرانی کو بہتر طریقے سے سمجھ پائیں گے۔

وائز

دسمبر 2022ء

نظامِ جمہوریت اور پاکستان کا حکومتی ڈھانچہ

جمہوریت

جمہوریت سے مراد لوگوں کی حکومت لوگوں کیلئے اور لوگوں پر۔ایک جمہوری قوم ایسی قوم ہوتی ہے۔جو اپنی حکومت منتخب کرنے کیلئے اپنا حق رائے استعمال کرتے ہیں۔جمہوریت کا مقصد نہ صرف لوگوں کو ووٹ کا حق دینا ہے بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں مساوات کو یقینی بنانا ہوتا ہے۔عام فہم زبان میں جمہوریت عوامی منتخب شدہ حکومت کی شکل ہے۔جس میں عوام اپنی منتخب شدہ حکومت کو یہ اختیار دیتے ہیں کی وہ ان کی فلاح و بہبود کے لیے قانون سازی کرے اور اُس پر عمل درآمد کو یقینی بنائے۔

خصوصیات

جمہوریت کو دنیا کا سب سے کامیاب سیاسی نظام سمجھا جاتا ہے۔جمہوریت کا نظریہ کافی متنوع اور وسیع تر ہے۔ہر ملک میں اس کے حالات کے مطابق ایک منفرد جمہوری نظام ملتا ہے۔یوں مختلف مما لک میں مختلف انداز میں جمہوری نظام چل رہا ہے۔آیئے دیکھتے ہیں کہ جمہوری نظام کی اہم خصوصیات کیا ہے۔اگرچہ اس حوالے سے کئی پہلوؤں پر غور کیا جا سکتا ہے۔مگر چھ خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

1- بنیادی انسانی حقوق کا احترام

2- سیاسی رواداری پر مبنی کثیر الجماعتی سیاسی نظام

3- جمہوری انتخابی نظام

4- قانون کی حکمرانی

5- جمہوری طرز حکمرانی

6- شہریوں کی شمولیت

مساوی حقوق کے احترام سے مراد ووٹ ڈالنے کا حق، اظہار رائے اور اجتماع کا حق، مذہبی آزادی اور برابری کا حق۔ **کثیر الجماعتی نظام** سے مراد کم از کم دو یا دو سے زیادہ سیاسی جماعتوں کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ مختلف سیاسی آراء کے لئے رواداری کو فروغ مل سکے۔ انتخابات میں مختلف سیاسی جماعتوں کے حصہ لینے کی وجہ سے ووٹر کو بہتر نمائندے منتخب کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اور یوں پارلیمنٹ میں متنوع سوچ اور آراء کی نمائندگی ہوتی ہے۔

جمہوریت میں فعال حزب اختلاف حکمران جماعت کی کارکردگی پر گہری نظر رکھتی ہے اور اس پر بحث کرتی ہے۔ یوں حکومت کو اپنے احتساب کا خوف دامن گیر رہتا ہے۔

کثیر الجماعتی نظام میں عوام اور سیاسی نمائندگان میں رواداری اور وسعت نظری کا ہونا ضروری ہے تاکہ اپنے سے مختلف نظریات اور افکار کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہو۔ جمہوریت میں اختلاف رائے کے دوران یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ ایسا کرتے ہوئے دوسروں کے حقوق متاثر نہ ہوں۔ یعنی اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کو قبول کرنا اور سب کے ساتھ احترام کے ساتھ پیش آنا ضروری ہے۔ جمہوریت میں کسی بھی قسم کے تنازعے کو مکالمے اور بات چیت کے ذریعے

حل کیا جاتا ہے۔

جمہوریت کی تیسری اہم خصوصیت **جمہوری انتخابی نظام** ہے۔ بجائے اس کے کہ کوئی فرد واحد تمام فیصلے خود کرے، دستور کے مطابق باقاعدگی سے انتخابات کرائے اور عوام کے نمائندے منتخب ہوں تاکہ وہ قانون سازی کریں اور ملک کا نظام چلائیں۔

ووٹنگ کے نظام میں ضروری ہے کہ تمام بالغ شہریوں کو حق رائے دہی حاصل ہو۔ انتخابات ایک خاص مدت کے مطابق منعقد ہوں۔ انتخابات آزاد، شفاف اور منصفانہ ہوں اور یہ کہ جو سیاسی جماعت یا اتحاد زیادہ ووٹ حاصل کرے اُس کی حکومت بنے۔ جمہوری نظام کی چوتھی اہم خصوصیت **قانون کی حکمرانی** ہے۔ سبھی عوامی عہدیداران اپنی طاقت کا استعمال صرف تب تک کر سکتے ہیں جب تک قانون انھیں اجازت دے۔ وہ بے ترتیب انداز میں کسی غلط مقصد کے لئے اپنے اختیارات استعمال نہیں کر سکتے۔ قوانین کے نفاذ کا عمل شفاف، منصفانہ اور موثر ہونا چاہئے۔ ضروری ہے کہ تمام فیصلے قانون کے مطابق ہوں اور کوئی شخص قانون سے بالاتر نہ ہو۔ اور یہ کہ کوئی بھی شہریوں پر اپنی طاقت کا غلط استعمال نہ کرے۔

آزاد عدالتوں کے ذریعے قانون کی حکمرانی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ صرف آزاد عدالتوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی کے مجرم ہونے کا فیصلہ سنائیں۔ عدلیہ اس بات کا بھی فیصلہ کرتی ہے کہ عوامی عہدیداران کا عمل قانون کے مطابق ہے یا نہیں۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں قانون کی حکمرانی نہ ہو وہاں انسانی حقوق کی پاسداری کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔

جمہوریت کے ثمرات سے فیض یاب ہونے کے لئے ضروری ہے کی قانون کی حکمرانی کا درست اطلاق کیا جائے۔

جمہوریت کی پانچویں اہم خصوصیت جمہوری طرز حکمرانی ہے، اس کا تعلق اس بات سے ہے کے ایک منتخب حکومت کیسے خود کو منظم رکھتی ہے اور اقدامات اٹھاتی ہے۔انتخابات کے بیچ کا عرصہ متحرک جمہوریت کے لیے بہت اہم ہوتا ہے۔

اسی طرح ایک جمہوری ریاست میں اختیارات کی علیحدگی بہت ضروری ہوتی ہے۔ہم ریاست کی طاقت تین شاخوں میں تقسیم کرسکتے ہیں مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ۔ان سب میں طاقت کا توازن ہونا بہت ضروری ہے۔مقننہ کا کام قوانین بنانا اور انہیں منظور کرانا ہے۔

انتظامیہ کا کام انتظامی امور اور پالیسی سازی کی ذمہ داری ہے۔اسی طرح آزاد عدلیہ قوانین کی تشریح کرتی ہے اور انہیں لاگو کرتی ہے۔اس چیک اینڈ بیلنس کا مقصد ہے کہ کوئی بھی اپنی طاقت کا غلط استعمال نہ کرے۔ایک جمہوری طرز حکومت میں شفافیت فوری عمل کرنے کی صلاحیت اور موثر رہتے ہوئے کارکردگی دکھانا وہ عوامل ہیں جن کے ذریعے عوامی نمائندے لوگوں کو جواب دہ ہوتے ہیں۔

ایک کامیاب جمہوری نظام کی دوسری اہم خصوصیت عوام کی شمولیت ہے۔ جمہوریت افراد کو با اختیار بناتی ہے اور لوگوں کو سیاسی اور سماجی زندگی میں حصہ لینے اور معاشرے اور ملک کی سمت متعین کرنے کے مواقع فراہم کرتی ہے۔جمہوریت وہاں کامیاب ہوتی ہے۔

جہاں افراد اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔یعنی جہاں لوگ سیاسی جماعتوں میں شامل ہوں اور انتخابات کے ذریعے سیاسی عمل میں شریک ہوں۔اس کے علاوہ جہاں لوگ حکومت کی کارگردگی پر بھی نظر رکھیں۔اور اہم مسائل میں دوسرے شہریوں کو بھی متحرک کریں۔

جہاں یہ چھ اہم خصوصیات موجود ہوں وہ معاشرے ایک مضبوط جمہوریت

کی علامت ہوتے ہیں۔ان چھ خصوصیات کے اطلاق سے جمہوریت کے ثمرات سامنے آتے ہیں۔جیسا کہ انسانی وقار کا احترام آزادی، برابری، انصاف، امن و امان، اچھا طرز حکمرانی اور منتخب نمائندوں کے احتساب کا عمل۔ جمہوریت محض انتخابات والے دن ووٹ ڈالنے کا نام نہیں۔جمہوری اقدار پر مبنیٰ معاشرے کی تشکیل کے لئے تمام شہریوں کو اپنے اپنے حصے کا کردار ادا کرنا پڑتا ہے

جمہوری نظامِ حکومت

جیسے کہ اوپر بیان کیا گیا ہے مختلف مما لک میں مختلف جمہوری نظام رائج ہیں۔ کئی مما لک جیسے امریکہ اور فرانس میں صدارتی نظام حکومت ہے جبکہ پاکستان، برطانیہ، انڈیا اور کئی دیگر مما لک میں پارلیمانی نظام قائم ہے۔ صدارتی نظام میں حکومت اسمبلی یا قانون ساز ادارے پر انحصار نہیں کرتی۔ جبکہ پارلیمانی نظام حکومت کا سارا دارومدار اسمبلی یا منتخب کردہ قانون ساز ادارے پر ہوتا ہے۔

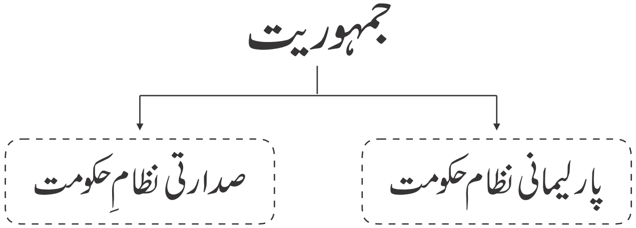

صدارتی نظامِ حکومت میں ووٹرز صدر کا انتخاب کرتے ہیں اور قانون ساز اداروں کے ممبران کا انتخاب بھی ووٹرز کرتے ہیں۔ منتخب صدر اپنی حکومت چلانے کے لیے اپنی انتظامی ٹیم تشکیل دیتا ہے۔ جبکہ پارلیمانی نظامِ حکومت میں ووٹرز ارکان اسمبلی کا انتخاب کرتے ہیں، پھر منتخب ارکان اسمبلی چیف ایگزیکٹو یا وزیر اعظم کا انتخاب کرتے ہیں۔

جمہوریت

پارلیمانی نظام حکومت	صدارتی نظامِ حکومت
• پارلیمانی نظام میں حکومت کا انتظامی سربراہ وزیراعظم ہوتا۔	• صدارتی نظام میں ملک کا انتظامی سربراہ صدر ہوتا ہے۔
• انتظامی معاملات کے لیے ممبران کا انتخاب قانون ساز اداروں یعنی پارلیمینٹ کے اندر سے کیا جاتا ہے۔	• انتظامی معاملات کے لیے ایگزیکٹو برانچ الگ اور قانون سازی کے لیے الگ ہوتی ہے۔
• وزیراعظم کا انتخاب منتخب نمائندے کرتے ہیں۔	• صدر کا انتخاب عوام براہ راست ووٹ کے ذریعے کرتے ہیں۔
• وزیراعظم کی مدت کا انحصار پارلیمان پر ہوتا ہے۔	• صدر کی مدت متعین ہوتی ہے
• انتظامیہ اور قانون سازوں اداروں میں اختیارات کی علیحدگی ہونا ضروری نہیں۔	• انتظامیہ اور قانون سازوں اداروں کے اختیارات میں علیحدگی واضح ہوتی ہے۔
• وزیراعظم اسمبلی کو تحلیل کرسکتا ہے اور اسمبلی صدر کو فارغ کرسکتی ہے۔	• صدر اسمبلی یا قانون ساز ادارے کو تحلیل نہیں کرسکتا اور نہ اسمبلی صدر کو فارغ کرسکتی ہے۔

صدارتی نظام حکومت

ووٹرز

↓

قانون ساز اداروں کے ممبران کا انتخاب کرتے ہیں

↓

صدر کا انتخاب کرتے ہیں

↓

صدر انتظامی ٹیم تشکیل دیتا ہے

پارلیمانی نظام حکومت

ووٹرز

↓

ووٹرز ارکان اسمبلی کا انتخاب کرتے ہیں

↓

اسمبلی چیف ایگزیکٹو یا وزیر اعظم کو منتخب کرتی ہے

صدارتی نظام حکومت

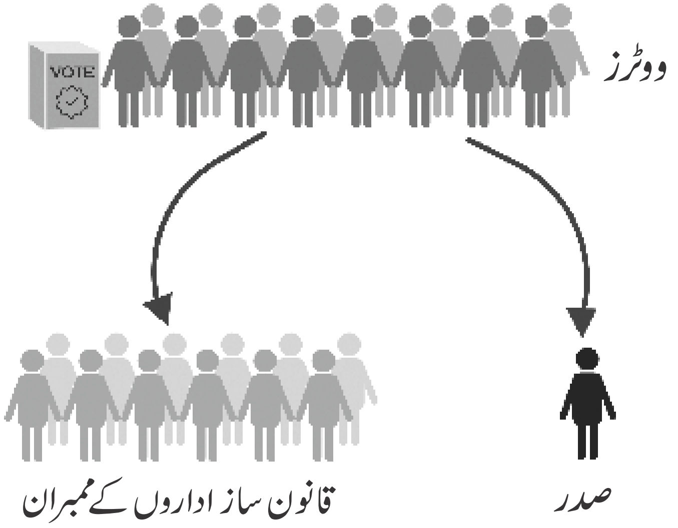

پارلیمانی نظام حکومت

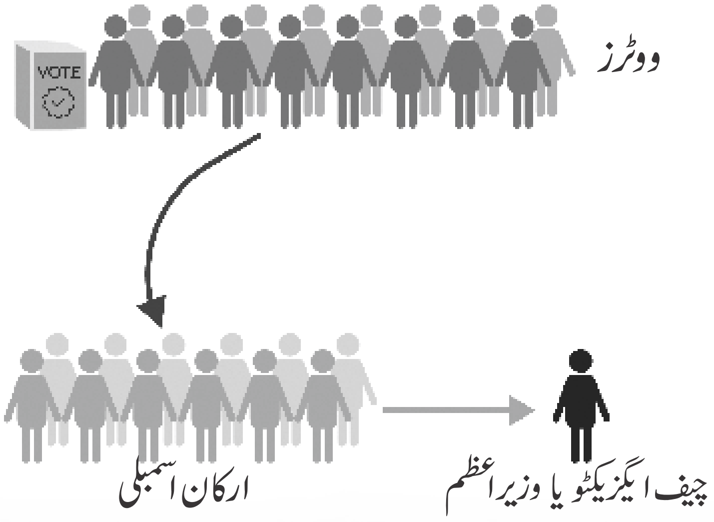

پاکستان کا حکومتی ڈھانچہ

پاکستان ایک وفاقی ریاست ہے۔ جو پارلیمانی طرزِ حکومت پر قائم ہے۔ جو مندرجہ ذیل تین ستونوں پر استوار ہے :

1- مقننہ یعنی پارلیمینٹ

2- انتظامیہ

3- عدلیہ

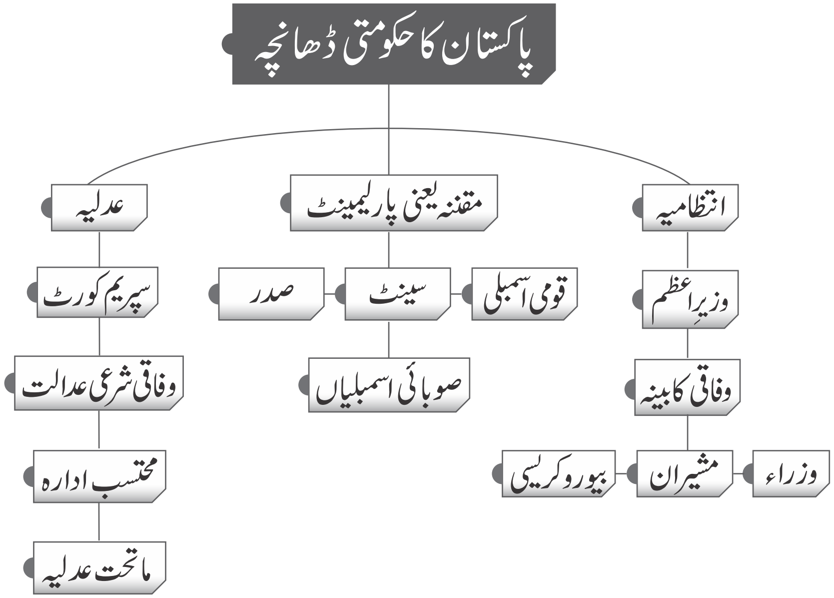

آئینِ پاکستان کے مطابق ہمارے ملک میں تین طرح کی عدالتیں موجود ہیں۔

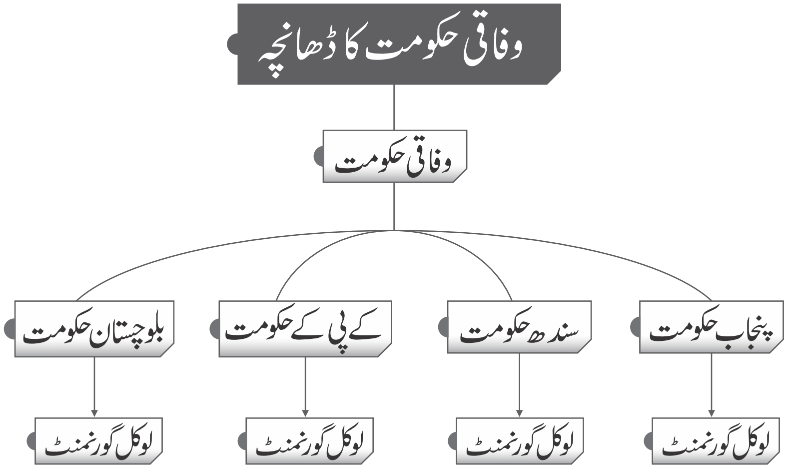

صوبائی حکومتیں

پاکستان چونکہ ایک وفاق ہے جو چارصوبائی اکائیوں پر مشتمل ہے۔ ان چاروں صوبوں کی اپنی اپنی قانون ساز اسمبلیاں ہیں۔ ہرصوبائی اسمبلی منتخب ارکان ایم پی ایز پر مشتمل ہوتی ہے۔قومی اسمبلی کی طرح صوبائی اسمبلی ممبران کی اکثریت رائے سے اپنا قائد ایوان (وزیراعلیٰ) منتخب کرتی ہے جوصوبے کا منتظم اعلیٰ ہوتا ہے۔وزیراعظم کی طرح وزیر اعلیٰ بھی اپنی کابینہ تشکیل کرتا ہے۔وزراء اور مشیران مقرر کرتا ہے جوصوبائی بیوروکریسی کی مدد سےصوبے کے انتظامی امور چلاتے ہیں۔

آئین کے تحت دیئے گئے اختیارات کے تحت صوبوں کی قانون سازی کا اختیار حاصل ہے۔جس طرح قومی اسمبلی اورسینٹ کے پاس کردہ بلزصدر کے پاس منظوری کیے جاتے ہیں۔صوبائی اسمبلی کے پاس کردہ بلزگورنر کے پاس جاتے ہیں۔

عدالتی نظام

پاکستان کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ ہے۔جس کے ماتحت پانچ ہائی کورٹس ہیں اورصوبے میں ہر ہائی کورٹ کے ماتحت کئی چھوٹی عدالتیں ہوتی ہیں۔

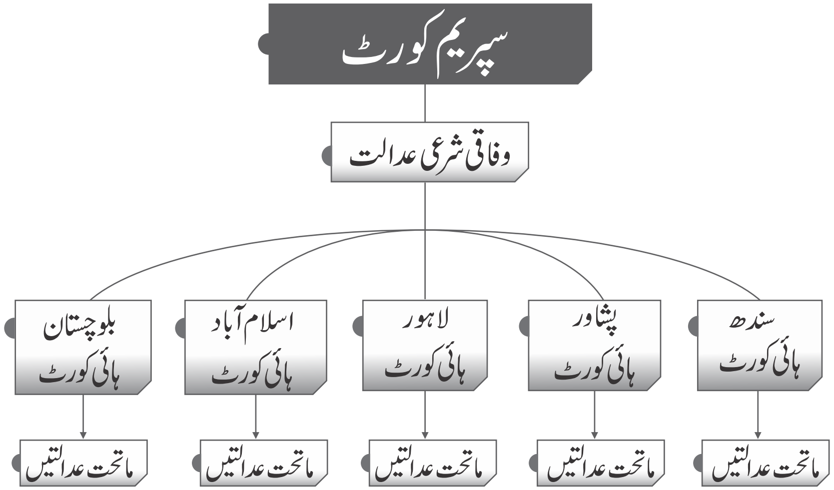

اس کے علاوہ وفاقی اورصوبائی سطح پر وفاقی اورصوبائی محتسب کا نظام ہے۔اس نظام کا مقصد سرکاری اداروں اور سرکاری اہلکاروں کی انتظامی جوابدہی ہے۔تاکہ وہ اپنے انتظامی اختیارات کا ناجائز استعمال نہ کریں۔

آزاد اور خود مختار ادارے

الیکشن کمیشن آف پاکستان ایک خود مختار ادارہ ہے۔ جو ملک میں عام انتخابات قومی اور صوبائی اسمبلیوں اور سینیٹ کے انتخابات کے ساتھ ساتھ مقامی حکومتوں کے انتخابات کرانے کا ذمہ دار ہے۔سٹیٹ بینک آف پاکستان ایک خود مختار ادارہ ہے۔ جو حکومت کے کنٹرول سے باہر ہے حال ہی میں کی گئی قانون سازی کے مطابق اسٹیٹ بینک مانیٹری پالیسی بنانے میں آزاد ہے۔نیشنل کمیشن برائے انسانی حقوق بھی دونوں اداروں کی طرح خود مختار ہے اور صرف پارلیمینٹ کو جوابدہ ہے۔

وفاقی حکومت قومی اسمبلی کے ذریعے جو قوانین بناتی ہے وہ سارے ملک پر لاگو ہوتے ہیں۔اٹھارویں آئینی ترامیم کے بعد زیادہ تر وزارتیں اور محکمے صوبوں کے پاس چلے گئے ہیں۔البتہ پانچ اہم شعبے وفاق کے پاس ہیں جن میں وفاع، امور خارجہ، مواصلات، مالیات شامل ہیں۔جبکہ صوبائی حکومتیں مندرجہ ذیل شعبوں کو کنٹرول کرتی ہیں اور ان کے حوالے سے قانون سازی بھی کر سکتی ہیں۔تعلیم، صحت، سوشل ویلفئیر، سیاحت، خوراک، زراعت، سپورٹس، خواتین کی ترقی، لیبر انفرادی قوت، ماحول، آبادی کی منصوبہ بندی، تعمیرات اور اقلیتوں کے حقوق تیسرے درجے پر ضلعی حکومتوں یا لوکل گورنمنٹ کا نظام موجود ہے جس کے تحت ضلعی حکومتیں، میٹرو پولیٹن، میونسپل کارپوریشن، ٹاؤن کمیٹیاں اور یونین کونسلز کام کرتی ہیں۔

صدر

صدر پاکستان پانچ سال کے لئے منتخب کیا جاتا ہے۔ جسے قومی اسمبلی، صدر سینٹ اور چاروں صوبائی اسمبلیاں مل کر منتخب کرتی ہیں۔

صدر ریاستِ پاکستان کا آئینی سربراہ ہوتا ہے۔اور افواج پاکستان کا سپریم کمانڈر ہوتا ہے۔صدر قومی اور سینٹ کے پاس کردہ بلز پاس کرتا ہے، وہ وزیرِ اعظم کی ایڈوائس پر آرمی چیف اور صوبائی گورنرز کی تعیناتی کرتا ہے۔ اور اسی طرح وزیر اعظم کے کہنے پر قومی اسمبلی برخاست کر سکتا ہے۔ وہ سپریم جوڈیشنل کونسل کی ایڈوائس پر سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کے چیف جسٹس اور جج صاحبان کا تقرر کرتا ہے۔ اسی طرح صدر وزیرِ اعظم کی ایڈوائس پر سٹیٹ بینک کا گورنر بھی تعینات کرتا ہے۔

اگر دیکھا جائے تو پارلیمانی نظامِ حکومت میں صدر ایک طرح سے نمائشی عہدہ ہے۔ جو حکومت یا وزیر اعظم کے فیصلوں کی توثیق کر کے قانونی حیثیت دیتا ہے۔

قومی اسمبلی

قومی اسمبلی منتخب ارکان پر مشتمل سب سے طاقتور ادارہ ہے۔قومی اسمبلی کے ارکان پانچ سال کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔جن کی تعداد 342 ہے۔قومی اسمبلی کی سیٹیں آبادی کے تناسب سے صوبوں میں تقسیم کی گئی ہیں۔جن کے مطابق پنجاب کی نشستیں 148 ہیں۔سندھ کی 61 کے پی کے کی 35 اور بلوچستان کی 14 نشستیں ہیں۔اس کے علاوہ 12 سیٹیں قبائلی علاقوں کی ہیں۔جو کے پی کے کی ہیں جو کے پی کے میں انضمام کی وجہ سے ختم ہو کر کے پی کے کی حصے میں چلی گئی ہیں۔دو سیٹیں اسلام آباد دارالحکومت کی ہیں۔اس کے علاوہ 60 سیٹیں عورتوں کے لئے مخصوص کی گئی ہیں۔جو متناسب نمائندگی کے اصول پر کی جاتی ہیں۔جبکہ 10 سیٹیں غیر مسلم آبادی کے لئے مخصوص کی گئی ہیں۔

قومی اسمبلی اپنے ممبران میں سے کسی ایک کو اسپیکر منتخب کرتی ہے۔جو قومی اسمبلی کی

کاروائی چلانے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔اسمبلی میں موجود سیاسی جماعتیں وزیرِ اعظم کا انتخاب کرتی ہیں جو عام طور پر اکثریتی پارٹی کا نمائندہ ہوتا ہے۔ وزیر اعظم کو لیڈر آف دی ہاؤس بھی کہتے ہیں۔اسی طرح اپوزیشن پارٹیاں مل کر اپنا اپوزیشن لیڈر منتخب کرتی ہیں۔

سینٹ آف پاکستان

سینٹ یا ایوانِ بالا ایک ایسا قانون ساز ادارہ ہے جسے تحلیل نہیں کیا جا سکتا۔ قومی اسمبلی یا ایوانِ زیریں کے برعکس یہاں صوبوں کی نمائندگی مساوی اصولوں پر ہے۔یعنی چاروں صوبوں کی نمائندگی برابر ہے۔ ہر صوبے سے 23 سینیٹرز منتخب ہوتے ہیں۔ چار نشستیں اسلام آباد (دارالخلافہ) کی ہیں اور 10 نشستیں عورتوں کے لیے مخصوص ہوتی ہیں۔سینٹ کے ممبرز چھ ہوتے ہیں جنہیں قومی اسمبلیاں منتخب کرتی ہیں۔ ہر تین سال بعد آدھے ممبرز ریٹائر ہو جاتے ہیں۔جن کی جگہ نئے سینیٹرز منتخب کیے جاتے ہیں۔ سینٹ کے ممبران اپنا چیئرمین منتخب کرتے ہیں جو صدر کے بعد دوسرا بڑا آئینی عہدہ ہے۔صدرِ پاکستان کی غیر موجودگی میں چیئرمین سینٹ قائم مقام صدر کے طور پر کام کرتا ہے۔

وزیر اعظم

وزیر اعظم ملک کا انتظامی سربراہ ہوتا ہے، جسے قومی اسمبلی اکثریتی رائے سے منتخب کرتی ہے۔ صدر اس سے حلف لیتا ہے۔انتظامی سربراہ ہونے کے ناطے وزیر اعظم کے پاس سب سے زیادہ اختیارات ہوتے ہیں۔وہ وفاقی کابینہ تشکیل دیتا ہے۔وہ اپنے وزیر اور مشیران کا تقرر کرتا ہے۔جو بیورو کریسی کی مدد سے مختلف وزارتوں اور محکموں کے انتظامی معاملات چلاتے ہیں۔ وزیر اعظم مسلح افواج کے

سربراہان کا چناؤ کرتا ہے۔گورنر سٹیٹ بینک اور صوبائی گورنر کا چناؤ کرتا ہے۔جن کی توثیق صدر کرتا ہے۔

قانون سازی

قومی اسمبلی، سینٹ، اور صوبائی اسمبلیاں قانون ساز ادارے ہیں۔ وفاقی سطح پر قانون سازی کا عمل سینٹ یا قومی اسمبلی دونوں شروع کر سکتے ہیں۔اگر قومی اسمبلی نے کوئی بل پاس کر لیا ہے تو سینٹ سے پاس ہونے کے بعد ہی صدر کی منظوری سے قانون بنے گا۔اسی طرح اگر سینٹ نے کوئی بل پاس کیا ہے تو قومی اسمبلی کی طرف سے پاس ہونے اور صدر کی طرف سے منظور ہونے کے بعد قانون بنتا ہے۔ ماسوائے فنانس بل کے جسے سینٹ کی منظوری کی ضرورت نہیں ہوتی۔

کسی بھی قانون سازی کے لئے سادہ اکثریت کی ضرورت ہوتی ہے۔ البتہ کسی بھی آئینی ترمیم کے لئے دو تہائی کثریت کی ضرورت ہوتی ہے۔اگر صدر قومی اسمبلی یا سینٹ کی طرف سے پاس کیے گئے بل کو منظور نہ کرے اور واپس بھجوا دے تو اسمبلی کی طرف سے دوبارہ بھیجے جانے کی صورت میں صدر کو ہر صورت اسے منظور کرنا پڑے گا۔